

شہادت

انر قلم: میرب حیات

نوٹ:-

اس ناول کے جملہ حقوق گروپ آف پرائم اردو ناولز کے نام محفوظ ہیں۔ لہذا اس تحریر کی کسی بھی دوسرے رسالے، ڈائجسٹ یا کسی ویب سائٹ پر کسی بھی شکل میں کاپی کرنا ممنوع ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

Copy rights reserved to:-

<https://primenovels.blogspot.com>

قسط نمبر: 21

"اماں۔۔۔!" انہیں پکارتی وہ تیزی سے انکی جانب بھاگی۔ مہرماہ کو سامنے دیکھ کر زہرہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اماں۔۔۔!" وہ تڑپ کر ان کے سینے سے جا لگی۔ آنسو خود بخود آنکھوں سے بہہ نکلے۔

"صبح سے آپکا انتظار کر رہی ہوں اور آپ اب آرہی ہیں۔۔۔ کوئی خیال نہیں ہے آپ کو میرا۔۔۔ ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میں یہاں کیسے رہوں گی۔۔۔؟" روتے ہوئے وہ ان سے کسی

چھوٹی سی بچی کی طرح شکوے کر رہی تھی۔ اسے خود سے الگ کرتے ہوئے زہرہ نے اس کے گال صاف کیے۔۔

"آ تو گئی ہوں۔۔ اور یہ کیسے رہنے کی بات کیسے کی تم نے؟

یہاں سب تو تمہارے اپنے ہیں۔۔!" اس کی ٹھوڑی پیار سے چھوتے ہوئے انہوں نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ یہاں کوئی میرا اپنا نہیں ہے، یہ سب منصب

عالم شاہ کے اپنے ہیں۔۔ میرا کوئی کچھ نہیں۔۔!" وہ روتے

ہوئے چیخنی۔ ناجیہ بیگم نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اپنی پیشانی

مسل ڈالی جبکہ بالی سمیت کئی ملازماؤں نے اس کی یہ سرکشی

دیکھی تھی۔ وہاں آتے سید ذوالفقار عالم شاہ اس کی بات سن چکے تھے۔

"جب تک تم اس گھر کو اپنا نہیں سمجھو گی یہاں کے مکین تمہیں پرائے ہی لگیں گے بیٹی۔۔!" اس کی طرف آتے وہ نرمی سے بولے تو مہرماہ ان کی جانب پلٹی۔ اس کا سرخ رویا رویا چہرہ دیکھ کر ان کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔ ماضی کی حدیبہ شاہ آج پھر سے ان کے سامنے کھڑی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے ان کی نظر مہرماہ کی پشت پر کھڑی زہرہ پر پڑی۔ اتنے سالوں بعد اسے مقابل دیکھ کر سید ذوالفقار عالم شاہ کے قدم لڑکھڑا سے گئے۔۔

"تت۔۔تم۔۔تم۔۔تو۔۔۔۔زہرہ ہونا۔۔۔؟؟؟" ان کی جانب شہادت کی انگلی اٹھاتے وہ آنکھیں سکیڑ کر پوچھ رہے تھے۔

زہرہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سر جھکا لیا۔۔

"بابا۔۔بابا سس۔۔سرکار۔۔!" ایک لرزتی، اٹکتی مردانہ آواز پر سید ذوالفقار عالم شاہ کا دل ڈوب سا گیا۔ انہیں اپنی سماعتوں پر شک ہوا تھا۔ قریب ہی صوفے کا سہارا لیتے ہوئے انھوں نے پلٹ کر دیکھا تو اپنے مقابل وقار شاہ کے پہلو میں ولید کو کھڑے دیکھ کر وہ دنگ رہ گئے۔ ذوالفقار عالم شاہ کو اپنی بصیرت پر یقین نہ ہوا۔۔۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ دل کی

حالت ایسی تھی جیسے دھڑک نہیں پائے گا۔ خوشی اور حیرت سے ان کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔

"ولی۔۔ولی۔۔میرا ولی۔۔؟؟" ان کی جانب لپکتے وہ چیخے لیکن جسم یک دم۔ مفلوج سا ہو گیا، نتیجتاً ان تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ منہ کے بل زمین بوس ہوئے تھے۔

"با۔۔۔با۔۔!" ولید کے لبوں سے نکلی چیخ نما آواز نے انہیں پکارا تھا۔ فرش ان کے منہ سے نکلتے خون سے رنگین ہوتا چلا گیا۔ منصب بھی بے تابانہ ان کی جانب لپکا۔

"بابا۔۔بابا پلیز ایسے مت کریں۔۔بابا مجھے دیکھیں۔۔بابا۔۔!"

ان کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے ولید شاہ

چلائے۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر ان کے چہرے پر گرتے
چلے گئے جن کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

"بابا۔۔۔ بابا سرکار۔۔!" وہاں ایک چیخ و پکار شروع ہو چکی
تھی۔ مہرماہ اس صورتحال پر کچھ حیران کچھ پریشان سی اپنی
جگہ کھڑی رہی۔ ہلنے کی طاقت اس کی ٹانگوں میں تب جمع
ہوئی جب اس نے روتے ہوئے ولید شاہ کو اس ضعیف شخص
کو بازوؤں میں بھرتے دیکھا۔ دل میں اٹھتے درد پر قابو پانے
کی کوشش کرتے منصب نے بروقت ولید شاہ سے سید ذوالفقار
عالم شاہ کے بے دم وجود کو لے لیا تھا۔ وہ سرعت سے زہرہ
کی جانب لپکی۔

"اماں۔۔ آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔؟" ان کا بازو تھامتی وہ جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولی۔ اس کے لہجے کی لا تعلقی پر زہرہ نے حیرت زدہ آنکھوں سے اسے گھورا۔

"وہ جو مر رہا ہے وہ تمہاری مری ہوئی ماں کا باپ ہے مہر۔۔۔ مجھے روکنے کی بجائے تمہیں بھی ساتھ چلنا چاہیے۔۔!" اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے انہوں نے تاسف زدہ انداز میں کہا تو مہرماہ کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔

"مری ہوئی ماں۔۔؟ آپ کو کیا ہو گیا ہے اماں۔۔ آپ کیا بولے چلی جا رہی ہیں۔۔؟؟" وہ ان سے خفا ہوتی چینی۔۔

"میرے ساتھ چلو۔۔ سب پتہ چل جائے گا۔۔!" اسے کلائی سے تھام کر اپنے ساتھ گھسیٹتی وہ سنجیدگی سے بولیں تو وہ خالی خالی نظروں سے اطراف میں دیکھتی ان کے ساتھ چلتی چلی گئی۔ دماغ اس پل ماؤف ہو رہا تھا۔



وہ آخری رہ جانے والی چند مہمان خواتین کے سوالات کے بامشکل جوابات دیتی مسکرانے کی بھرپور کوششیں کر رہی تھی جب اس نے سیٹج کی ایک جانب کھڑے عالم کے قریب ایک ملازم کو آتے دیکھا تھا۔ جانے اس نے ایسا کیا کہا تھا کہ عالم کے چہرے کی رنگت بدلی تھی۔ اپنی سامنے کھڑے شخص سے معذرت کرتا وہ تیزی سے وہاں سے بھاگا تھا۔ مرحہ کا دل

ڈوب کر ابھرا۔ بے اختیار اس نے آس پاس نگاہ دوڑائی تھی لیکن وہاں کوئی شناسا چہرہ نہیں تھا۔ اس کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ آنکھوں میں خوف سمٹ آیا۔ وہ دنگ سی وہیں بیٹھی رہ گئی یہاں تک کہ آہستہ آہستہ لان خالی ہوتا چلا گیا۔ وہ سیٹج پر تنہا بیٹھی رہ گئی۔ نظریں عالم کی منتظر ہی تھیں لیکن وہ ابھی تک پلٹ کر نہیں آیا تھا۔ رات گہری ہونے لگی تو وہ خود ہی اپنے آنسو پیتی فراک سنبھال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ قدم قدم چلتی اس روشن حصے سے نکل کر بڑی حویلی کی عمارت کی جانب آئی تھی جس کی بلندیوں سے لٹکتی ست رنگی روشنیوں کا عکس اس کی پانی بھری آنکھوں میں جھللا رہا تھا۔ لب بھینچتی

وہ عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جانے پر دبیز خاموشیوں نے اس کا استقبال کیا تھا۔ خیر کی دعا مانگتی وہ اس بار تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ لاؤنج میں دو تین ملازمائیں پھیلاوا سمیٹ رہی تھیں۔ اس پر نظر پڑی تو ان کی آنکھوں میں تمسخر سمٹ آیا۔

"تمہیں ساتھ نہیں لے کر گیا کوئی۔؟" ان میں سے ایک نے کافی ہمدردی سے پوچھا تھا۔

"کک۔۔ کون۔؟ کہاں۔؟ سب کہاں چلے گئے ہیں۔؟" گھوم کر اطراف کا جائزی لیتی وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاہ۔۔ بتایا بھی نہیں تمہیں۔۔؟ بابا جی سرکار کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔۔ انہیں ہاسپٹل لے کر گئے ہیں ناں۔۔ سب وہیں ہیں۔۔!" دوسری نے کشنز درست کرتے ہوئے اسے جواب دیا۔

"اچھا۔۔ تو کیا سب چلے گئے۔۔؟ سرکار بھی۔۔؟؟" اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے مرحہ نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا۔
 "ہاں تو اور۔۔ وہ کیا بابا سرکار کو چھوڑ کر تم جیسی کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھیں گے۔۔؟؟ بی بی اب تو شادی ہو گئی ہے، اور سرکار کا خمار بھی اتر گیا ہو گا۔، آسمان سے نیچے اتر آؤ۔۔ اب تمہیں یہ ہی رویہ برداشت کرنا پڑے گا۔!" تیسری نے کافی

سفاکی سے لب کشائی کی تھی۔ مرحہ کی بھیگی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔ وہ پریشان ہوں گے۔۔ اسی لیے شاید۔۔!" انگلیاں مروڑتے ہوئے اس نے کمزور لہجے میں عالم کی جانب سے انہیں کم، خود کو زیادہ صفائی دی تھی۔

"پریشان تو منصب سرکار بھی تھے، لیکن اپنی بیوی کو ساتھ لے کر گئے ہیں۔۔!" ان میں سے پہلی والی پھر سے بولی۔ انداز میں مرحہ کے لیے حقارت تھی۔

"تو کیوں نہ لے کر جاتے۔۔ بڑی بہو بیگم اس کی طرح کم ذات تھوڑی ہیں۔۔ اور سنا ہے وہ جو شہر سے ولید سرکار آئے

ہیں ناں۔۔؟؟ ان کی بیٹی ہیں وہ۔۔۔ یعنی بابا سرکار کی پوتی۔۔
تو ان کو کیا یونہی چھوڑ جاتے یہاں۔۔؟" تیسری نے پھر سے
گوہر فشانی کی۔

"یہ آگ لگانے کی بجائے اگر تم لوگ دادا سرکار کے لیے دعا
کر لو گی تو شاید اس حویلی کا نمک کچھ حلال کر سکو۔۔!" عالم کی
کراخت آواز پر مرحہ سرعت سے پلٹی جبکہ ان تینوں ملازماؤں
کا رنگ متغیر ہوا تھا۔

"سرکار ہم تو بس بی بی کو یہی کہہ رہے تھے کہ آپ کی واپسی
تک تھوڑا آرام کر لیں۔۔!" دوسری والی نے فوراً پینترا بدلا تھا۔

"اپنے مشورے اور اپنے نظریے، خود تک محدود رکھو تو اچھا ہے۔۔ اور آئندہ اگر تم میں سے کسی نے میری بیوی کے لیے غلط الفاظ استعمال کیے تو وہ دن اس عورت کا اس حویلی میں آخری دن ہو گا۔۔!" مرحہ کے قریب آکر سنجیدگی سے بولتا وہ ان پر واضح کر گیا تھا کہ وہ ان کی گفتگو سن چکا ہے۔ وہ تینوں اپنی جگہ چور سی ہوتی سر جھکا گئیں۔

"یہ جان لو کہ مرحہ میری بیوی ہے۔۔ اس کی اطاعت یہاں کے مکین اور درو دیوار دونوں پر فرض ہے۔۔!" مرحہ کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کرتا وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"غلطی ہو گئی سرکار۔۔ شروع سے اس سے ایسے ہی بات کرنے کی عادت ہے تو۔۔!" ان میں سے ایک نے معذرت کرنے کے ساتھ ساتھ ایک بار پھر مرحہ کی ذات کے بنجے ادھیڑ ڈالے تو مرحہ لب بھینچتی چہرے کا رخ موڑ گئی۔

"عادتیں بدل لو ورنہ یہ حویلی ملازم بدل لے گی۔۔!" عالم نے زہر خند لہجے میں کہتے ہوئے وہاں سے قدم موڑ لیے۔ مرحہ کی کلائی ہنوز اس کی مٹھی میں مقید تھی۔۔ وہ اسے سیدھا کمرے میں لے کر آیا تھا۔

"تم نے سوچا بھی کیسے کہ مہربان عالم شاہ اپنی پریشانی میں تمہیں نظر انداز کر دے گا۔؟؟" اسے بازوؤں سے تھامتا وہ سنجیدگی سے بولا تو روتی ہوئی مرحہ نے اپنے لب کچل ڈالے۔

"مم۔۔۔ مجھے لگا۔!!" وہ بول بھی نہ پائی۔

"تمہیں کیوں لگا۔۔۔؟؟ کیوں لگا کہ میں تم سے اتنی لاپرواہی برتنے کا متمنی ہو سکتا ہوں۔؟؟" اس کے وجود کو جھٹکا دیتا وہ خفگی سے پوچھ رہا تھا۔

"آپ چلے گئے تھے، کوئی بھی نہیں تھا تو میں نے سوچا شاید۔!" احتیاطاً اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"یہ خدشات دل سے نکال دو مرحہ، میں کسی بھی سچویشن میں خود کو بھول سکتا ہوں لیکن تمہیں نہیں۔۔!" اس کی ٹھوڑی شہادت کی انگلی سے اونچی کرتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو مرحہ نے پلکیں جھپکاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نے سنا تھا اگر محمل میں ٹاٹ کا پیوند لگ جائے تو محمل بد نما لگتا ہے،، لیکن آج ثابت ہوا کہ محمل سے زیادہ ٹاٹ کی بد نمائی واضح ہو جاتی ہے۔۔ آپ نے محمل میں ٹاٹ کا پیوند سجا کر اچھا نہیں کیا سرکار۔۔!" بھگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی وہ لرزتی ہوئی تلخ آواز میں بولی تو عالم اپنی جگہ دنگ رہ گیا۔ اس لڑکی کے الفاظ زہر میں بجھے ہوئے تیر کی مانند اس

کے سینے میں پیوست ہو گئے جبکہ اسے پتھر کر کے وہ پلٹ گئی۔ عالم ہوش میں آیا اور سرعت سے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا۔

"یوں کرو کہ اپنے پاس خنجر رکھ لو مرحہ۔۔ آئندہ جب ضرورت پڑے تو یہ زبان چلانے کی بجائے وہ خنجر چلا لینا۔ میں اف نہیں کروں گا۔ لیکن اگر تم نے ایسا کچھ کہنے کی جرات کی تو مہربان عالم شاہ اس پوری دنیا کو آگ لگا دے گا!" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا درشت لہجے میں بولا تو وہ نظر جھکا گئی۔ دل اس کے غصے کے ڈر سے لرز اٹھا تھا۔

"حقیقت بدل سکتے ہیں آپ۔۔؟" نظریں فرش پر گاڑھے وہ مدھم لہجے میں بولی تو عالم نے ہاتھ میں مقید اس کی کلائی کو جھٹکا دیتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر میں بازو جمائل کر لیا۔ مرحہ کا دل اس کی جسارت پر تیزی سے دھڑک اٹھا۔

"نظریں اٹھاؤ اور حقیقت کا سامنا کرو۔۔ حقیقت بدل چکی ہے مرحہ، کیونکہ تم اب مرحہ نہیں، مرحہ مہربان عالم شاہ ہو۔۔!" اس کی جھکی پلکوں کو تکتا وہ سلگتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ عالم کی گرم سانسیں اپنی پیشانی پر محسوس کرتی مرحہ کے گال تنپنے لگے۔

"بب۔۔ بابا سرکار۔۔ کیسے ہیں؟ کیا ہوا ہے انہیں۔۔؟؟" اسے کوئی جواب نہ آیا تو بامشکل نظریں اٹھاتی وہ آہستگی سے بولی۔
عالم نے جواب دیے بغیر اسے خود میں بھیج لیا۔
نرمی سے۔۔

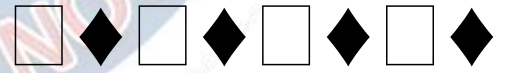
محبت سے۔۔
مرحہ کی پلکیں پھر سے بھگنے لگیں۔

"آپ مجھے کہنے کیوں نہیں دیتے جو میں کہنا چاہتی ہوں۔۔؟"
اس کے سینے سے لگی مرحہ نے بھیگی ہوئی آواز میں پوچھا۔ لہجے میں اذیت تھی۔

"کیونکہ میں وہ سننا نہیں چاہتا مرحہ، تمہارے الفاظ میری برداشت آزماتے ہیں۔۔ مجھے مجبور مت کرو میں اس حویلی میں غضب برپا کروں۔۔!" اس کے بال سہلاتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولا تو مرحہ نے لب بھینچ لیے۔ کچھ پل یوں ہی سرک گئے تو اس کی پیشانی پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے عالم نے اسے خود سے الگ کیا۔

"چینج کر لو۔۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں، ہمیں ہاسپٹل جانا ہے۔۔!" اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے عالم نے مدھم لہجے میں کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی پلٹ گئی۔۔ پھر وہ بھاری لباس اور جیولری سے آزاد ہو کر واپس آئی تو وہ اسے لے کر ہاسپٹل

آگیا لیکن ہاسپٹل آنے پر اسے جو چہرہ دیکھنے کو ملا تھا اس نے
 عالم کا رنگ پل بھر کو متغیر کر دیا تھا۔ وہاں آئی۔ سی۔ یو کے
 باہر صندل بیگم اونچی آواز میں بول رہی تھیں۔ ان کا مخاطب
 یقیناً ان کے مقابل کھڑے وقار عالم شاہ تھے اور
 موضوع۔۔؟؟ موضوع ولید عالم شاہ کی ذات تھی جو زہرہ کے
 ساتھ کھڑے اس پل مجرم دکھائی دے رہے تھے۔۔ وہ مرحہ
 کا ہاتھ تھامے تیزی سے اس جانب بڑھا۔



ادا ہے، خواب ہے، تسکین ہے تماشا ہے
 میری آنکھ میں اک شخص بے تحاشا ہے۔

لاؤنج میں سے گزرتے ہوئے اس کی نظر یونہی دیوار گیر شیشے پر پڑی تو اس کے قدم ٹھہر سے گئے۔ عیشہ نے بنا پلکیں جھپکائے خود کو دیکھا۔ سیاہ لباس میں اس کی رگت کھل رہی تھی لیکن ساتھ ہی آنکھوں کے نیچے پڑتے سیاہ ہلکے بھی واضح ہو رہے تھے۔ کیا سے کیا ہو گئی تھی وہ۔؟؟ گال پر آتی لٹیں اس نے عادتاً کان کے پیچھے اڑسی لیکن وہ پھر سے اس کے رخساروں سے آچکی۔۔ وہ بے یقین سی کچھ پل یونہی اپنے شکست خوردہ وجود کو دیکھتی رہی کہ شاہدہ کی آواز پر چونک گئی۔۔

"کتنی بار کہوں کے مجھے بار بار مت بلاؤ۔۔!" اس کی طرف پلٹتی علیشہ سخت لہجے میں بولی تو وہ نظر جھکا گئی۔

"سردار سائیں کا حکم ہے بی بی۔۔ مجھے پورا تو کرنا پڑے گا۔!!" فرش کو گھورتی وہ بے بسی سے بولی تو خاموش نگاہوں سے اسے تکتی علیشہ کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئیں۔

"بھاڑ میں جائیں تمہارے سردار سائیں اور ان کے احکامات۔۔ میں وہ کروں گی جو میرا دل چاہے گا۔۔!" ناپسندیدگی سے اس کی جانب دیکھتی وہ اس بار چیخی۔

"لیکن بی بی آپ خود بھی تو کھانا پکانا سیکھنا چاہتی تھیں۔۔ مجھ سے پوچھتی بھی تھیں۔۔؟ تو اگر اب سردار سائیں نے کہہ دیا

ہے کہ آپ کو سکھادوں تو آپ کیوں انکار کر رہی ہیں۔۔؟؟"

پریشان زدہ سی ہو کر علیشہ کی جانب دیکھتی وہ تھکن زدہ لہجے میں بولی تو علیشہ نے لب بھینچ کر زخمی نگاہوں سے اس عورت کو دیکھا جو اس کی ہر پکار پر بہری بن جایا کرتی تھی اور اب اپنے سردار کا حکم بجالانے کو وہ اسے وہی پکاریں یاد کروا رہی تھی۔

"کتنی بے حس ہو تم۔۔؟ شرم نہیں آرہی تمہیں میرے سامنے اس طرح زبان چلاتے ہوئے۔۔؟ جب میں جلی ہوئی روٹی اور پتلی پھیکی تو کبھی زہر جیسی کڑوی دالیں کھانے سے بچنے کے لیے تم سے مدد مانگتی تھی تو تم میں دہی جما کر اپنا

کام کرتی رہتی تھیں، اور اب۔۔۔؟ اب جب تمہارے سردار نے تمہیں حکم دیا ہے تو اسے بجالانے کو تم میرے ترلے کر رہی ہو۔۔۔؟؟" نفرت سے اس کی جانب دیکھ کر کہتی علیشہ کی آنکھ ناچاہتے ہوئے بھی بھرا گئی۔

"سچ یہ ہے کہ جیسا تمہارا سردار ہے ویسے ہی تم سب ہو، بے حس اور انسانیت سے عاری۔۔!" شہادت کی انگلی اٹھاتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں چیخی تو شاہدہ نے اپنے ہاتھ بلند کر کے اس کے سامنے جوڑ دیے۔۔

"اگر آپ میں انسانیت ہے تو اس انسانیت کے واسطے کھانا بنانا سیکھ لیں۔۔ سائیں نے مجھے دو ہفتوں کا وقت دیا ہے اگر اس

دوران میں آپ کو کھانا بنانا نہ سکھا سکی تو وہ مجھے واپس مٹھی بھیج دیں گے۔!"علیشہ کی جانب رحم طلب نظروں سے دیکھتی وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"ہاں تو جاؤ۔۔ میں ویسے بھی تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔!" اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے وہ زہر خند لہجے میں بول کر پلٹ گئی۔۔

"لیکن میں اپنے سر کے سائیں کی شکل سے محروم نہیں ہونا چاہتی بی بی۔۔ خدا را مجھ پر رحم کریں۔!" اس کی پیچھے لپکتی وہ گڑ گڑائی تو علیشہ کے قدم رکے۔

"کیا مطلب۔۔؟؟" اس کی جانب گھومتی وہ آہستگی سے بولی۔۔

"مطلب یہ کہ نور دین تو یہیں کام کرے گا اور سردار سائیں کے احکامات پورے نہ کرنے کی پاداش میں مجھے اپنے بچوں سمیت مٹھی جانا پڑے گا۔ آپ ہی بتائیں میں نور دین کے بغیر کیسے وہاں وقت کاٹوں گی۔۔؟ اور میرے بچے۔۔؟ بی بی خدارا میرے بچوں کو ان کے باپ سے جدا نہ کریں۔۔" وہ باقاعدہ ترلوں منتوں پر اتر آئی تھی۔ عیشہ کی آنکھوں کی ویرانی بڑھنے لگی۔۔

"جیسا میں بناتی ہوں مجھے ویسا کھانا کھانے کی ضد ہو چکی شاہدہ بی بی۔۔ مجھے تنگ مت کرو پلینز۔۔!" دل میں اٹھتے درد پر قابو پاتے ہوئے اس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

"سردار سائیں سے ضد مت لگائیں بی بی، ورنہ آپ ہی کا نقصان ہو گا۔ اگر میں آپ کو سکھانے میں کامیاب نہ ہو سکی تو وہ مجھے نکال کر کسی اور ملازمہ کو یہ ذمہ داری سونپ دیں گے، وہ نہ کر سکی تو پھر کسی اور کو اس کام پر لگائیں گے لیکن جب تک آپ کھانا بنانا سیکھ نہیں جائیں گی وہ باز نہیں آئیں گے۔ تو جب آخر میں ہی سہی، ان کی ضد پوری ہونی ہی ہے تو مجھ سے ہی سیکھ لیں بی بی۔۔۔ آپ کو دعائیں دوں گی۔!"

وہ بڑی روانگی سے بولتی اسے حقیقت کا آئینہ دکھا رہی تھی۔ اور علیشہ جانتی تھی کہ اس کا کہا ایک ایک حرف سچ ہے۔ وہ لب بھینچتی پلٹی اور سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

"تو مجھے بد صورت ہونے سے بچانا چاہتے ہیں آپ۔۔؟؟" اپنی کلائیوں کو دیکھتی وہ مدھم آواز میں بڑبڑائی تھی۔ پھر اچانک اپنے بالوں کا خیال آیا تو چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کرتی وہ اپنے لب بھینچ گئی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اپنے لیے مختص کمرے کی جانب آگئی، ابھی وہ دروازہ کھول ہی رہی تھی جب شاہدہ پھولی سانسوں سمیت اس کے پیچھے آئی تھی۔

"بی بی۔۔؟؟" اس کی پکار میں عجلت تھی۔۔

"اب کیا ہے۔۔؟" وہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑی۔ دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔۔

"وہ۔۔ سردار سائیں کی کال ہے۔۔ وہ لائن پر ہی ہیں، آپکا انتظار کر رہے ہیں۔۔!" اس نے نظریں جھکاتے ہوئے جلدی سے کہا۔ اس کی بات سن کر وہ پل بھر کو اپنی جگہ ساکت سی رہ گئی۔ دل تو ابھی اسے یاد کرنے ہی لگا تھا کہ اس کو خبر بھی پہنچ گئی تھی۔؟ علیشہ نے بے اختیار ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔

"مجھے نہیں کرنی ان سے بات۔۔۔!" مچلتے دل کو سنبھالتی وہ بظاہر بیزاری سے بولتی اپنے کمرے میں گھس گئی۔

"بی بی یہ غضب مت کریں۔۔ سائیں کو غصہ آجائے گا۔۔!"

شاہدہ گھگھکیائی۔

"تو میں کیا کروں۔۔؟ آنے دو اچھی بات ہے، مجھے سکون ملے گا۔!!" بیڈ کی طرف بڑھتی وہ بے حسی سے گویا ہوئی تو دہلیز کے بچوں بیچ کھڑی شاہدہ کو واپس پلٹنا پڑا۔ اس کے پلٹتے ہی علیشہ نے مڑ کر دیکھا پھر بے اختیاری میں واپس دہلیز تک آئی اور باہر جھانکا۔ کیا وہ یہ انکار آرام سے برداشت کر لینے والا تھا۔؟ راہداری کے چکنے فرش کو گھورتی وہ سوچ کر رہ گئی۔



"سائیں وہ منع کر رہی ہیں۔۔!" شاہدہ کی ڈری سہمی کچھ جھجھکتی ہوئی آواز اس کے فون کے سپیکر سے ابھری تو بدر نے پل بھر کو اپنے لب بھینچ لیے۔۔

"تم نے میرا بتایا۔۔؟ کہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔؟" پوچھتے ہوئے اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"ہماری زندگیاں آپ پر قربان سائیں میں نے انہیں بتایا تھا کہ آپ انتظار کر رہے ہیں لیکن انہوں نے آپ سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔۔!" شاہدہ نے فوراً اسے جواب دیا تھا۔ اس کا جواب سن کر بدر کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ لب بھیج کر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ سیاہ آنکھوں سے سیاہ آسمان کو گھورتے ہوئے اس کی آنکھوں میں اذیت کے مدھم رنگ ابھرنے لگے تبھی اس کے عقب سے ایک آواز ابھری تھی،

وہ آواز جسے سننے کی بجائے وہ شاید سماعتوں سے محروم ہو جانے کو ترجیح دے دیتا۔

"یہ آپ آج کل آسمان میں کون سے ستارے تلاشنے لگے ہیں۔؟؟ پہلے تو کبھی آپ کو یوں نہیں دیکھا میں نے۔۔!"

مدھم آواز میں اسے مخاطب کرتی وہ قدم قدم چلتی اس کے برابر میں ہی ریلنگ کے پاس آکھڑی ہوئی۔۔ وہ اس وقت حیدر والا کے سیکنڈ فلور اپنی مخصوص جگہ، ٹیرس کی باؤنڈری کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ شمعون لغاری کی اچانک طبعیت خرابی کے باعث اسے فوراً کراچی سے مٹھی آنا پڑا تھا۔ اور کچھ دیر پہلے ہی وہ شمعون لغاری سے مل کر فارح ہوا تو ٹیرس پر

آکھڑا ہوا تھا۔ رداہ لغاری کے سوال پر وہ بنا جواب دیے خاموشی سے آسمان پر نظریں جمائے کھڑا رہا۔

"آپ کے بخت کا واحد ستارہ صرف میں ہوں۔۔ مجھے دیکھیے۔۔ اور مجھے ہی سراہیے۔۔!" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا رخ اپنی جانب موڑتی وہ نرمی سے بولی تو اس کی بات سن کر بدر نے ایک سرد نظر اس پر ڈالی۔

"ماتھے پر سچ جانے کا مطلب ہمیشہ ستارہ نہیں ہوتا رداہ بیگم۔۔ بعض اوقات بخت میں کالک بھی لکھ دی جاتی ہے۔۔ میرے ماتھے پر سچی وہ کالک آپ ہی ہیں۔۔!!" نفرت آمیز

نظروں سے اسے دیکھتا وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تو ردابہ کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔

"آپ بھول رہے ہیں کہ اگر میں نے آپ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لیے کوششیں نہ کی ہوتی تو آج آپ اس مقام پر نہ ہوتے جس کا غرور آپ کے سر چڑھ کر بول رہا ہے۔!"

سر بلند کرتی وہ جتاتے ہوئے تمسخرانہ لہجے میں بولی تو اس کی جانب دیکھتے بدر کے لبوں پر ایک استہزاء آمیز مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر جب وہ بولا تو اس کا لہجہ زہر میں بجھا ہوا تھا۔

"آپ کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کوششوں کے عوض آپ نے اپنی ان گنت راتیں میرے ساتھ رنگین کی ہیں۔"

اس کی آنکھوں میں اس پل نفرت اور لہجے سے شعلے لپک رہے تھے۔ احساس توہین کے باعث ردابہ لغاری کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"اس میں کچھ ناجائز نہیں تھا، شرعی حق رکھتی ہوں آپ پر۔!" کچا چبا جانے والے انداز میں بدر کی طرف دیکھتی وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی تھی۔

"شریعت کو درمیان میں مت لائیں، ورنہ اگر میں دلائل دینے پر آیا تو آپ منہ چھپانے پر مجبور ہو جائیں گی۔!" سرد مہری سے کہہ کر اس نے چہرے کا رخ موڑ لیا تو وہ لب بھینچتی اسے دیکھ کر رہ گئی۔